"خیانت" ارتھ شاستر اور فقہ اسلامی کی روشنی میں ایک تقابلی جائزہ

A Comparative Study of Arthashastra "Embazzlement " and Islamic Jurisprudenece

ڈاکٹر عبدالقدوس[1]

Abstract

Embezzlement is a crime that takes place when a person purposely withholds or uses assets and monies for a purpose other than for what it is intended.Embazzlement is a legal,social,economical and administrative crime, which endangering the national security and public safety of any country. It is directly associated with legal, political, social, human rights and development issues. Higher government officials and businessmen play a key role in creating and increasing economic crimes, namely corruption, embazzlement and fraud, all over the world. According to the scholars of this field lack of governmental transparency, weakness of the rule of law,family-based social structure with accepted customs of unfair advantages and benefits for the powerful people's family are the main causes of this crime and evil . In this paper , it has been descirbed the basic rules & regulations , prohibition and condemnation in the view of these two laws.While the basic causes of embazzlement are discussed in detail in the view of Arthashastra and Islamic Jurisprudence.

Keywords: Embazzlement,Arthashastra,Qura'n,Hadith,Jurisprudence

جنوبی ایشاء اسلام، ہندو دھرم اور چینی تہذیب کا بڑا مرکز رہا ہے۔ خطے میں چین کی اپنی ایک انفرادیت ہے اور اس لحاظ سے چند چھوٹی چھوٹی سرحداتی چپقلشوں کے سوا چین میں نسلی اور مذہبی فسادات کا ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس برصغیر میں اسلام اور ہندو دھرم دو مخالف عقائد اور تصورات کے حامل مذاہب کی حیثیت سے رہ رہے ہیں اور ایک ہزار سال پر محیط باہمی رہن سہن کا جتنا طویل ترین موقع انسانی تاریخ نے برصغیر کے ہندوں اور مسلمانوں کو فراہم کیا اتنا موقع اس نے دنیا کے کسی خطے میں بھی دو متضاد ادیان اور مختلف النوع ثقافت رکھنے والوں کو نہیں دیا ہوگا۔ گو اس کو طویل ترین سماجی اور عمرانی دور میں دونوں اقوام مذہبی عقائد و افکار کے حوالے سے ایک دوسرے سے ایک معقول اور مناسب فاصلے پر ہی رہے، لیکن جہاں تک سماجی، سیاسی اور معاشی جہت حیات کا

[1] اُستاذ شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

تعلق ہے اس ضمن میں دونوں اقوام نے ایک دوسرے کو شعوری اور لاشعوری طور پر ضرور متاثر کیا۔

جمہوریت کی طرف ہندو قوم کے ارتقائی سفر کے دوران جب انہیں ماضی میں جھانکنے کی فرصت ملی تو انہیں اپنے اسلاف کی بہت سی ایسی تحریرات ملیں جو ہزاروں سال پہلے قدیم ہندوستان کی سیاست اور فن حکمرانی پر لکھی گئی تھیں۔ ان میں ''منودھرم شاستر اور دھرم سوترائیں'' کے علاوہ آچاریہ کوتلیہ چانکیہ کی ارتھ شاستر بھی شامل ہے جو ہندو سیاست میں الہامی درجہ رکھتی ہے اور جس نے اس صدی کے ماہرین علم سیاست کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ خود جدید ہندو مصنفین کا خیال ہے کہ اپنے مضامین اور قانونی مواد کے حوالے سے ارتھ شاستر، منودھرم شاستر سے بھی زیادہ وسیع ہے جو ارسطو کے ہم عصر کوتلیہ نے تین سو سال قبل مسیح ہندوستان کے ہندو شہنشاہ ''چندر گپت موریا'' کے لئے ایک ''ریاستی ہدایت نامہ'' کے طور پر تحریر کیا ہے جس میں اس نے پبلک ایڈمنسٹریشن، خارجہ پالیسی، مالیات، قومی فلاح و بہبود، جنگ و امن، تنظیم اور تدبیر ریاست اور سماجی زندگی سے متعلق قوانین کو ڈیڑھ سو ابواب میں سمو دیا ہے۔

ارتھ شاستر کی کتاب کی دریافت اپنی اصلی زبان سنسکرت 1904ء میں ہوئی۔ جس کا انگریزی ترجمہ گورنمنٹ اورینٹل سوسائٹی کے ڈائریکٹر اور سکالر ڈاکٹر آر۔ شام شاستری نے بعد از محنت شاقہ 1905ء میں کیا جسے اس وقت کے راجہ میسور کی اعانت سے 1909ء اور بعد ازاں حکومت ہند نے 1915ء میں مستند ترین ارتھ شاستر کے طور پر شائع کیا۔ اس کے بعد آر۔ پی۔ کانگلے نے ارتھ شاستر کے مذکورہ سنسکرتی نسخے کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ آر۔ پی۔ کانگلے تیس سال گجرات اور مہاراشٹر کالج میں سنسکرت کے پروفیسر رہے اور بعد ازاں ایلفسٹن کالج آف بمبئی 1956ء میں سنسکرت کے پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔

سلاطین، حکمرانوں اور شہزادوں کے نام عظیم علمی شخصیات کے رہنما خطوط ریاستی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس طرح تین سو سال قبل مسیح ارسطو نے سکندر اعظم اور کوتلیہ چانکیہ نے چندر گپت موریا کے لئے بذریعہ وعظ اصول حکمرانی تیار کئے اور جن میں موخر الذکر کو ایک الہامی صحیفے کے مترادف قرار دیا جاتا ہے اسی نہج پر اناجیل اربعہ میں لوقا کی انجیل ہے جو انہوں نے پرنس تھیوفلس کے نام مواعظ کی صورت میں تحریر کی تھی اور جسے مقدس صحیفے کی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی اصول حکمرانی کے حوالے سے بھی ہمیں دو ایسی مراسلات ملتی ہیں جو اصول سیاست و ریاست اور مالگزاری سے بحث کرتی ہیں۔ ان میں پہلا مراسلہ عبداللہ بن مقفع کا ہے جو اس نے الرسالۃ الصحابہ کے نام سے ابوجعفر المنصور کو بھیجا تھا اور جس میں اس نے ایک ''فقہ مطلق'' کے ضابطہ بندی اور نفاذ کی تجویز دی تھی۔ دوسرا مراسلہ امام قاضی ابو یوسفؒ کا ہے جو اس نے کتاب الخراج کے نام سے ہارون الرشید کو بھیجا تھا جو اسلام کے نظام مالگزاری کی اصل روح کو اجاگر کرتی ہے۔

بلاشبہ ارتھ شاستر کوئی مقدس مذہبی صحیفہ تو نہیں تاہم یہ ایسے شخص کی تحریر ہے جس نے 300 قبل مسیح ویدانت کا عمیق مطالعہ کیا تھا۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ویدانت (ہندو دھرم) تین سو سال قبل مسیح کافی حد تک اختراعی الائشوں سے پاک تھی۔ ارتھ شاستر پر مقدس کتاب وید، اپنشد، رامائن، پران اور مہابھارت کی چھاپ اسی طرح نمایاں ہے جس طرح فقہ اسلامی پر نصوص الٰہیہ کی چھاپ نمایاں ہے۔

ارتھ شاستر کے تراجم، بھارت کی مقامی زبانوں بنگالی، گجراتی، ہندی، کناڈی، ملایالم، مرہٹی، اُڑیا وغیرہ میں صوبائی حکومتوں اور مرکزی حکومتِ ہند کے پورے تعاون سے شائع ہوئے۔ جرمن زبان میں اس کا ترجمہ ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا، روسی زبان میں اس کا ترجمہ مع حواشی کے ماسکو سے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔ گویا کہ ارتھ شاستر دنیا کی ان اہم کتابوں میں شامل ہوگئی ہے جن کو کتابوں کی ماں کہا جاتا ہے(۱) کیونکہ اس کے اصولوں پر چندر گپت موریہ کی عظیم سلطنت کے جملہ شعبے کے مختلف امور بہت کامیابی سے چلائے گئے۔ ارتھ شاستر کو ہندو فلسفہ حکمرانی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے وہ ہندوں کی پوری تاریخ میں سب سے اہم درجہ رکھتی ہے کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ اس لئے نہیں کرسکی کہ کوتلیہ نے اپنی کتاب میں روایتی ہندو برہمنوں کو میتھالوجی یعنی بعید از عقل کہانیوں کو اصول سیاست نہیں بنایا بلکہ اس نے مذہب کے جز کو کم سے کم استعمال کیا اور ایسے اصول قائم کئے جو دھرم (مذہب)، راجا (بادشاہ) اور پرجا (عوام / رعایا) کے درمیان توازن پیدا کرسکیں۔(۲) اس کتاب میں انہوں نے پہلے دور کے قانون دانوں، سیاست دانوں اور علم سیاست کے بڑے بڑے پنڈتوں (۳) کے اقوال دیئے ہیں اور ایک طرح سے بحث کرنے کے بعد اپنی رائے ایک فیصلہ کن انداز میں پیش کئے ہیں۔ اس نے قدیم ویدک دور کے فلاسفروں کے خیالات کا محافظ اور ترجمان ہونے کے ساتھ نئے خیالات اور نئے فن حکمرانی کے اصول اس انداز میں پیش کئے ہیں کہ وہ زیادہ موثر اور کارگر نظر آتے ہیں۔(۴)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر مذہب کے بانی اور مصلح نے معاشرتی زندگی کی ترقی، سماجی اور ثقافتی ارتقاء کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا۔ اپنے اپنے کردار کے حوالے سے کوئی آزادی اور حریت کا علمبردار بنا، جیسے حضرت موسیٰؑ تھے کوئی مجبوروں، لاچاروں، دکھوں کے ماروں کا ہمدرد اور مسیحا بنا، جیسے حضرت عیسیٰؑ تھے اور وہ حضرت محمد ﷺ جو کہ رحمت اللعالمین کہلائے۔ انسانوں کو امن و سلامتی، محبت، خدمت، ہمدردی، بھائی چارہ کا نہ صرف درس دیا بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے انسان دوست، دکھوں کے ماروں کے مسیحا اور یتیموں مسکینوں کے کفیل اور عدل و انصاف قائم کرنے والے تھے، جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں دنیائے انسانیت کو توحید، امن، سلامتی، عدل و انصاف، ہمدردی، اُخوت، رواداری و برداشت اور انسان دوستی کی تعلیمات سے بہرہ مند کیا۔ ان رہنماء و پیغمبران ملت وادیان کے ساتھ ان مصلح انسانیت کے نام بھی قابل ذکر ہے جنہوں نے اپنی فکر وتصور سے قوم کی صحیح رہنمائی کی اور قوم کو عزم، ہمت، حوصلہ اور برداشت کا وہ سبق دیا کہ جس پر چل کر شکستہ قوم بلند ہمت اور اعلیٰ اقدار کی نمایاں مثال بنی۔

اس کے برعکس موجودہ دور میں ٹیکنالوجی کے نت نئے ایجادات کے باوجود ترقی کے منازل کو منظم کرنے میں زیادہ پیچیدگیاں اور مشکلات پیش آرہی ہیں۔ ان مشکلات میں انتظامی، قانونی اور مالی بدعنوانی کے مسائل جیسے غبن، دھوکہ دہی، اقرباء پروری، ناانصافی کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ماہرین علم کے نزدیک ملک کی اقتصادی پالیسیوں اور نجی شعبوں کے درمیان کوئی تعلق اور ربط نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری شفافیت کے فقدان، قانونی مہارت اور پیشے میں کمزوری، طاقتور لوگوں کے لئے غیر منصفانہ فوائد اور لوگوں میں علم کی کمی اور ناخواندگی کو بنیادی وجوہات قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان عوامل کے پائے جانے سے سماجی ترقی اور قانون کی حکمرانی متاثر ہوتی ہے۔ لوگ اپنی اپنی ذمہ داری چھوڑ کر اپنے فرائض منصبی سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں۔ نتیجتاً

پورا معاشرہ مفلوج اور مسدود ہو کر رہ جاتا ہے۔

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلقہ امور مہنگائی، اشیائے خوردنی، شراب نوشی، دیگر منشیات کی فروخت، قمار بازی، بدعنوانی، آوارگی اور غلط اوزان اور پیمانوں کا استعمال از روئے اسلامی شریعت اگر ممنوع ہے تو ہندومت میں بھی نہ صرف مذہبی بلکہ قانونی کتب میں بھی قابل مواخذہ ہے۔

منجملہ برائیوں میں خیانت یا غبن وہ قانونی، انتظامی، معاشرتی اور مالی بدعنوانی ہے جس کی تمام مہذب اور ترقی یافتہ ممالک نے حوصلہ شکنی کی ہے اور نا قابل معافی جرم و سزا تصور کیا ہے۔ ہر قوم و ملت نے اپنے اپنے قانون کے مطابق از روئے حالات سزا دینے کی ہدایات دی ہے۔ خیانت، امانت کی ضد ہے، ایک کا حق جو دوسرے کے ذمہ واجب ہو اس کے ادا کرنے میں ایمانداری نہ برتنا ''خیانت اور بد دیانتی'' ہے۔ اسلام میں امانت اور دیانت کی تاکید ان الفاظ میں کی گئی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ کُمْ اَنْ تُوئَ دو الْاَمَانَاتِ اِلیٰ اَھْلِھَا (۵) ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ امانتوں کو ان کے اہل (اور ان کے مستحقین) تک پہنچادو۔

امانت کا خیال رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ **لا ایمان لمن لا امانة له** (۶) ترجمہ: اس کا کوئی ایمان ہی نہیں جو امانتوں کا خیال نہیں رکھتے۔

دوسری طرف اسلام نے خیانت کی سختی سے مذمت کی ہے، چنانچہ علماء اور مفکرین سے سخیانت کی تعریف میں یہاں تک نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی کسی کے پاس کوئی چیز رکھیں یا وعدہ کرے اور وہ اس کا خیال نہ رکھے تو کہا جاتا ہے کہ **خانه العهد و الامانة** (۷) ترجمہ: یعنی اُس نے عہد یا امانت میں خیانت کی۔

بایں ہمہ بعض دانشوروں کا یہ خیال ہے کہ تاریخ انسانی کے مختلف اجزاء، مختلف تہذیبی اور مختلف مذاہب، ان میں سے کسی نے دوسروں سے بالکل محفوظ اور غیر متعلق رہتے ہوئے ترقی نہیں کی ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک دوسروں سے محسوس یا غیر محسوس طریقے سے متعلق رہا ہے، لہذا ان میں سے کسی ایک کو سمجھنے کے لئے دوسروں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اس طرح کے مطالعہ کے دوران ایک دوسرے کے تقابل میں مختلف تمدنی و تہذیبی روایات کی انفرادی خصوصیات بھی زیادہ نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہیں، پھر بنیادی انسانی موضوعات اور مشترک مسائل کو سمجھنے کے سلسلے میں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ کسی بھی نوع کے مختلف اجزاء کا باہم مطالعہ اس نوع کی حقیقت کو سمجھنے میں زیادہ معاون ہوسکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اپنی نظر کسی ایک ہی جز کے مطالعہ تک محدود رکھیں اور صرف اسی کی مدد سے اس نوع کی حقیقت تک پہنچنا چاہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ارتھ شاستر (۸) کا مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں پبلک ایڈمنسٹریشن، خارجہ پالیسی، قومی فلاح و بہبو، د مالیات اور جنگی حکمت عملی کے مختلف گر بتلانے کے ساتھ ساتھ قومی اور ملی ترقی میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

"خیانت " قومی اور ملی ترقی کی رکاوٹوں میں سے ایک بری عادت اور دیگر جرائم کے فہرست میں سرفہرست تصور کیا جاتا ہے

کیونکہ کوئی بھی اس جرم میں مبتلا قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ اس جرم کا خاتمہ نہ کیا ہو۔اس ضمن میں امانت میں خیانت سے متعلق ارتھ شاستر میں کہا گیا ہے۔

''جو کوئی سر بمہر امانت کو امانت رکھنے والے اصلی آدمی کی جگہ کسی اور کے حوالے کرے وہ مجرم ہوگا۔اگر کوئی شخص انکار کرے کہ اس نے مہر شدہ امانت وصول کی تھی تو اس صورت میں بیان کردہ واقعات اور امانت رکھوانے والا ہی (یعنی اس کا کردار اور سماجی رتبہ) شاہد ہو سکتے ہیں۔کاریگر فطرۃً نا قابل اعتبار ہوتے ہیں۔امانت رکھوانا ان لوگوں کی روایت نہیں ہے نہ اس کا کوئی قابل وثوق سبب ہوسکتا ہے''

''اگر امانت دار سر بمہر امانت کی وصولی سے انکاری ہو جو کسی معقول وجہ سے نہیں رکھوائی گئی تھی تو امانت رکھوانے والا منصفوں کی اجازت سے ایسے گواہ پیش کرسکتا ہے، جنہیں اس نے امانت دیتے وقت خفیہ طور پر دیوار کے نیچے (پیچھے) چھپا دیا ہو۔کسی جنگل کے درمیان یا بحری سفر میں کوئی بوڑھا یا بیمار بیوپاری (تاجر/سوداگر) (۹) کسی امین پر اعتبار کرتے ہوئے کوئی قیمتی چیز جس پر خفیہ نشان ہوں۔اس کے حوالے کر کے اپنے سفر پر آگے بڑھ سکتا ہے اور اس کی اطلاع پر اپنے بیٹے کو بھیج سکتا ہے وہ بیٹا امین سے امانت طلب کرسکتا ہے اگر وہ سیدھی طرح واپس نہ کرے تو نہ صرف اس کی ساکھ جاتی رہے گی بلکہ اس کو وہی سزا ملے گی جو چوری کے لئے مقرر ہے اور اس سے امانت بھی واپس لی جائے گی''

''کوئی معتبر آدمی جو دنیا چھوڑ کر سنیاس لینے والا ہو کسی شخص کے پاس خفیہ نشانات کے ساتھ کوئی سر بمہر امانت رکھوا سکتا ہے پھر کچھ برس بعد واپس آ کر مانگ بھی سکتا ہے اگر امانت دار بے ایمانی سے مکر جائے تو اس سے امانت واپس دلوائی جائے اور اس کو چوری کی سزا دی جائے''

''کوئی سادہ لوح آدمی جس کے ہاتھ میں کوئی سر بمہر امانت مع خفیہ نشانات موجود ہو، رات کو گلی میں چلتے چلتے، پولیس کے ڈر سے کہ وہ اسے رات کو ناوقت باہر نکلنے کے الزام میں نہ دھر لے، امانت کسی شخص کے حوالے کر کے آگے بڑھ جاتا ہے اور پھر جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔اب وہ اسے واپس مانگتا ہے، اگر وہ شخص بے ایمانی کے سبب انکار کرے تو اس سے نہ صرف امانت واپس لی جائے بلکہ چوری کی سزا بھی دی جائے''

''اگر کوئی بیوپاری کسی شخص کے ہاتھ کوئی چیز کسی تیسرے آدمی کو بھجوائے اور وہ شخص منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے یا مال راستے میں لوٹ لیا جائے تو بھیجنے والا بیوپاری اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔اس کے علاوہ جب کبھی قلعہ یا قریے دشمن یا وحشی حملہ آوروں کے ہاتھو ں تباہ ہو جائیں، جب کبھی گاؤں، بیوپار، مویشیوں کے گلے بیرونی یلغار سے متاثر ہوں۔اگر راج (بادشاہت/سلطنت) (۱۰) خود ہی تباہ ہو جائے، آگ یا طغیانی پھیل کر گاؤں کے گاؤں مٹا ڈالے یا غیر منقولہ اثاثوں کو نقصان پہنچائے اور منقولہ اثاثوں کو بچا لیا جائے یا وہ بھی اچانک آگ یا طغیانی کے باعث تباہ ہو جائیں۔مال سے لدا ہوا جہاز ڈوب جائے یا لوٹ لیا جائے، ان میں سے اکثر صورتوں میں جو امانتیں ضائع ہوگئی ہوں تو ان کا تاوان نہیں لیا جا سکتا''

''جو امانت دار امانت کو اپنے آرام کے لئے استعمال کرے وہ نہ صرف اس کا معاوضہ دے گا بلکہ ۱۲ پن جرمانہ بھی اور نہ صرف استعمال سے ہونے والے نقصان کی تلافی کرے گا بلکہ ۲۴ پن ڈنڈ بھرے گا۔ امانتیں جو گم ہو جائیں یا جنہیں نقصان پہنچے ان کی تلافی کی جائے گی۔ اگر امانت دار مر جائے یا کسی آفت میں مبتلا ہو جائے تو امانت کی بابت دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا اگر امانت کو گروی رکھ دیا جائے یا فروخت کر دیا جائے یا کھو دیا جائے تو امانت دار نہ صرف اصل قیمت سے چوگنی قیمت ادا کرے گا بلکہ ۵ گنا جرمانہ بھی بھرے گا۔ اگر امانت کو ویسی ہی کسی چیز سے بدل دیا جائے یا کسی طرح گم کر دیا جائے تو اس کی پوری قیمت ادا کی جائے گی''(۱۱)

فقہ اسلامی میں فقہاء کے نزدیک امانت میں خیانت کے درج ذیل صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر ایک کی چیز دوسرے کے پاس امانت ہو اور وہ اس میں بے جا تصرف کرتا یا مانگنے پر واپس نہ کرتا ہو، تو یہ کھلی ہوئی خیانت ہے۔

۲۔ کسی کی چھپی ہوئی بات دوسرے کو معلوم ہو یا کسی نے دوسرے پر بھروسہ کر کے اپنا کوئی بھید اس کو بتایا ہو، تو اس کا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت میں شمار کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ نے اپنے اوپر الزام کی پوری چھان بین عزیزِ مصر سے کرائی، اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سب اس لئے کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذَالِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ (۱۲) ترجمہ: تاکہ (عزیز) یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے چوری چھپے اس سے خیانت نہیں کی اور بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلاتا۔

۳۔ کوئی کام/ذمہ داری کسی کے سپرد ہو، اس کو وہ دیانتداری کے ساتھ انجام نہ دے تو یہ بھی خیانت ہے۔

۴۔ جتنے بھی گناہ ہیں خواہ وہ آنکھ کا گناہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔ **یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ** (۱۳)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ جانتا ہے) آنکھوں کی خیانت کاری کو۔

کان کا گناہ ہو، زبان کا گناہ ہو یا کسی اور عضو کا گناہ ہو، سارے امانت میں خیانت کے مترادف ہیں۔

۵۔ دل میں کچھ رکھنا اور زبان سے کچھ کہنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا بھی خیانت ہے۔

۶۔ ہمارا پورا وجود، پورا جسم بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اگر یہ جسم ہمارا اپنا ہوتا تو خودکشی کیوں حرام ہوتی؟ دراصل یہ جان، یہ جسم، یہ اعضاء، حقیقت میں ہماری ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔

۷۔ اپنے ملک، قوم اور متفقہ ملی وقومی مصالح کے خلاف قدم اٹھانا بھی ملت سے خیانت اور بددیانتی ہے۔

۸۔ دوست ہو کر دوستی نہ نبھانا بھی خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔

راز فاش کرنا بھی امانت میں خیانت کے مترادف ہے ارتھ شاستر میں اس کے متعلق کہا گیا ہے۔

''اگر کوئی سربمہر امانت لئے جا رہا ہو اور امانت رکھوانے والے کا کوئی عزیز امانت پہچان کر یہ امانت طلب کرے یا رکھوانے والے کا نام پوچھے تو امین کو دونوں میں سے ایک مطالبہ کرنا ہو گا گر امانتدار دونوں میں سے کسی بات سے انکار کرے تو اسے بھی مذکورہ بالا سزا (چوری کے جرم کی مطابقت) دی جائے گی''(۱۴)

اسلامی شریعت میں اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی راز کی بات کہے تو وہ راز کو فاش کر کے دوسرے کو بتائے ، یہ بھی خیانت میں شامل ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

اذاحدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانة (۱۵) ترجمہ: جب کوئی آدمی بات کہے اور چلا جائے تو وہ امانت ہے۔

اسی طرح مجلس میں کی ہوئی باتیں بھی امانت ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

المجالس بالامانة (۱۶) ترجمہ: کہ نشستیں امانتوں کے ساتھ ہوں۔

معاہدہ صلح کو بغیر اطلاع کے ختم کرنا امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔شریعت اسلامی میں معاہدہ کی پابندی کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا خیال نہ رکھنے کو خیانت کے زمرے میں شمار کیا ہے۔کیونکہ ایک واقعہ سے اس کی وضاحت یوں ملتی ہے کہ حضرت معاویہؓ (۱۷) کا ایک قوم کے ساتھ ایک عرصہ کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ تھا۔معاویہؓ نے اس معاہدہ کے ایام میں لشکر اور سامانِ جنگ اس قوم کے قریب پہنچانے کا ارادہ کیا، تاکہ جیسے ہی معاہدہ ختم ہو فوراً دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔مگر عین اسی وقت جبکہ معاویہؓ اس طرف روانہ ہو رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک معمر آدمی گھوڑے پر سوار اور زور سے اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔وفاء لا غدر یعنی نعرہ تکبیر کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ ہم کو معاہدہ پورا کرنا چاہیئے۔

حضرت معاویہؓ کو اس واقعہ کی خبر کی گئی تو دیکھا کہ وہ معمر آدمی حضرت عمرو بن عبسہؓ (۱۸) تھے۔حضرت معاویہؓ نے فوراً اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا، تاکہ التوائے جنگ کی میعاد لشکر کشی پر اقدام کر کے خیانت میں داخل نہ ہو جائیں۔البتہ اگر کسی وقت معاہدہ کے دوسرے فریق کی طرف سے خیانت یعنی عہد شکنی کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں کھلے طور پر ان کو اعلان کے ساتھ آگاہ کر دیں ، کہ ہم آئندہ معاہدہ کے پابند نہیں رہیں گے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ (۱۹) ترجمہ: اگر آپ کو کسی معاہد سے خیانت اور عہد شکنی کا اندیشہ پیدا ہو جائے، تو ان کا عہد ان کی طرف اسی صورت سے واپس کر دیں۔کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں۔

ناجائز سفارش اور رشوت بھی خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔فقہاء اور مفسرین ناجائز سفارش اور رشوت کو بھی خیانت میں شمار کرتے ہیں۔مثلاً: اگر صاحبِ اقتدار نے مسلمانوں کے کسی کام پر کسی شخص کا تقرر کیا، حالانکہ اس سے زیادہ صلاحیت رکھنے والا شخص موجود ہو تو اس نے خدا، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے خیانت کی۔اور جائز و ناجائز سفارش کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے۔

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا (۲۰)

ترجمہ: جو شخص اچھی اور سچی سفارش کرے گا، تو جس کے حق میں سفارش کی ہے اس کے نیک عمل کا حصہ اس کو بھی ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرتا ہے اس کو اس کے برے اعمال کا حصہ ملے گا۔

اسی طرح رشوت بھی ایک قابل مواخذہ جرم ہے کیونکہ جس طرح کہ اسلام جتنا اخلاق و کردار پر زور دیتا ہے اتنا ہی اخلاقی

رذائل سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔رشوت کا لفظ ''رشاء'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی رسی اور خصوصاً ڈول کی اس رسی پر ہوتا ہے جس کے ذریعہ کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے۔(۲۱) چونکہ رشوت بھی ایک مطلوبہ چیز تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا واسطہ اور ذریعہ بنتی ہے اس لئے اس کو رشوت کہا جاتا ہے۔جبکہ ایک اور جگہ اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

الرشوة مایعطی الا بطال حق او لا حقاق باطل (۲۲) ترجمہ: رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کا حق مارنے یا کسی ناجائز امر کو حق اور سچ ثابت کرنے کی غرض سے دیا جائے۔

اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے۔**الرشوة مایعطیه الرجل للحاکم او غیره لیحکم له او یحمله به علیٰ مایرید (۲۳)** ترجمہ: یعنی رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کردے یا وہ اس کی مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھہرادے۔

اسلام ناجائز وحرام اور باطل طریقہ کی کمائی کی بھی سختی سے مذمت کرتا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں یہودی علماء کی عاداتِ رذیلہ کی مذمت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ(۲۴) ترجمہ:حرام کے زیادہ کھانے والے ہیں۔

بعض مفسرین یہاں ''سحت'' سے رشوت مراد لیتے ہیں۔**والمراد ههنا علی المشهور الرشوة فی الحکم (۲۵)** ترجمہ: یعنی مشہور حکم کے مطابق یہاں مراد (رشوت) ہے۔

رشوت کی مذمت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله الراشی والمرتشی فی الحکم (۲۶)

ترجمہ: فیصلہ کرتے وقت رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

علاوہ ازیں پیشہ ور لوگوں کا اپنی ذمہ داری سے غفلت برتنا امانت میں خیانت کے مساوی ہے۔قانون کی رو سے وکلاء افسرانِ عدالت میں شمار ہوتے ہیں۔عدالت کو صحیح نتیجے پر پہنچا دینا اور بے انصافی سے بچانا ان کے فرائضِ منصبی میں شامل ہیں۔لہذا اگر وہ فرائضِ منصبی سے غفلت برتتے ہوئے ناجائز معاملات میں پیروی کرے تو ان کا یہ کمانا بھی خیانت میں شامل ہے۔وکلاء کے اقسام میں سے وکالتِ حق یعنی جو سچے اور حقدار کی طرف سے کی جائے جائز اور مستحسن ہے جبکہ وکالتِ مال میں چونکہ ناحق اور جھوٹے حقدار کی طرف سے پیسے کے لئے پیروی کی جاتی ہے، اس لئے اس کی یہ کمائی ناجائز اور حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان تمام صورتوں میں خیانت سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۷) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔

قرآن کریم کی اس آیت اور دیگر نصوص کے پیش نظر مفسرین اور فقہائے اسلام نے امانت میں خیانت کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تعزیری سزا تجویز کی ہے۔اور ایسے لوگوں کی سرزنش کا معاملہ حاکم پر چھوڑ دیا ہے کہ

بحسب تقاضائے ماحول اور بغرض قیام امن جو سزا مناسب سمجھے، دیدے۔

تمام علماء اسلام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق اس کا حکم یہ ہے کہ: **اما خیانة الامانة فھی جریمة تعزیریة و لیست من جرائم الحدود** (۲۸) ترجمہ: یعنی امانت میں خیانت کا جرم تعزیر ہے، جو جرائم الحدود میں شامل نہیں۔

خیانت کے مرتکب کو سخت تعزیری سزا دی جائے گی، کیونکہ حضرت عمرؓ کی رائے پہلے یہ تھی کہ خیانت کے مرتکب کو قتل کیا جائے لیکن حضور ﷺ نے اُن کو منع فرمایا اور یہ ایک واقعہ سے ثابت ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے قریش کو حضور ﷺ کے خفیہ ارادے کے بارے میں مشرکین مکہ کے نام خط لکھا تھا، جب حضور ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے بلا کر دریافت فرمایا تو اس نے سچ کہہ کر اعتراف و اقرار جرم کیا، جس پر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا: **انه قد خان الله و رسوله و المومنین فدعنی لاضرب عنقه فقال رسول الله** ﷺ: **الیس من اھل البدر** (۲۹) ترجمہ: اس نے اللہ اور رسولؐ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کر دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں؟

چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خیانت کرنے والے کے متعلق یوں فرمایا ہے کہ: **لیس علی الخائن قطع** (۳۰) ترجمہ: کہ خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حضور ﷺ نے خیانت کی مذمت بیان کرتے ہوئے اس برائی کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

أیة المنافق ثلث: اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا ائتمن خان (۳۱) ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

خیانت منافق کی وصف ہے جو کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔ **و الخیانة من صفات المنافقین و الامانة صفات المومنین** (۳۲) ترجمہ: اور خیانت منافقین کی صفات میں سے ہے اور امانت (میں خیانت نہ کرنا) مومنین کی صفات میں سے ہے۔

خیانت کے مرتکب افراد منافقین کی صفات سے متصف ہوتا ہے اور یہ بہت بری چیز ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس سے پناہ مانگتے تھے، چنانچہ ایک روایت کے مطابق: ''کہ اے اللہ! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا، کہ یہ بہت برا اندرونی ساتھی ہے'' (۳۳) مسلمان کی شان بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

المسلم اخو المسلم لا یخونه و لا یکذبه و لا یخذله کل المسلم علی المسلم حرام عرضه و ماله و دمه (۳۴) ترجمہ: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے، نہ اُس کی تکذیب کرتا ہے، نہ اُسے رسوا کرتا ہے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، مال اور خون حرام ہے۔

Conclusion

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک طرف ارتھ شاستر کے مطالعہ سے اس

بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ ہندو مت میں غیر قانونی طور سے دوسرے کا مال لینا ایک قابل حد (موت کی سزا) اور قابل تعزیر (مالی سزا) جرم ہے۔خواہ وہ اعلانیہ تشدد کے ساتھ ہو یا بغیر تشدد کے چھین لینا ہو، یا دھوکہ دہی سے ہو، نا قابل معافی جرم ہے اگرچہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ لے۔تو دوسری طرف بحیثیت انسان کو''وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ'' کا مصداق قرار دیا ہے۔ وہاں تحفظِ نفس واعضاء انسانی کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کرنے کے ساتھ ساتھ مال اور عزت کو محترم قرار دے کر ان کی طرف ہاتھ بڑھانے کو حرام قرار دیا۔فقہ اسلامی میں بھی اعلانیہ طور پر دوسرے کے مال یا ملکیت پر قبضہ کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے۔اور اس کے لئے حاکم وقت پر مناسب سزا کی تجویز کو لازمی قرار دیا ہے۔

ارتھ شاستر میں امانت کا خیال رکھنے کے ضمن میں اتنی تاکید کی گئی ہے کہ کسی کی امانت استعمال کرنے پر قابل تعزیر (مالی سزا) کے ساتھ ساتھ زر تلافی کو بھی لا زم قرار دیا گیا ہے، جبکہ فقہ اسلامی میں بھی امانت کا خیال رکھنے کو کامیاب مومن کی نشانی قرار دے کر اس میں خیانت کو ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے اور کسی بھی باطل طریقے سے مال کمانے کو جرم قرار دے کر مناسب سزا دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) راجیسور راؤ اصغر، ہندی اُردو لغت، ص ۲۹

(۲) ایضاً ص ۲۷

(۳) عالم/معلم/ عالموں کا ایک لقب، راجیسور راؤ اصغر، ہندی اُردو لغت، بذیل مادہ ’’پنڈِت‘‘

(۴) راجیسور راؤ اصغر، ہندی اُردو لغت، ص ۱۹ تا ۲۰

(۵) القرآن ۴:۵۸

(۶) الھیثمی، مجمع الزاوائد ومنبع الفوائد، ج ۱ کتاب الایمان، باب لا ایمان لمن لا امانۃ لہ، رقم الحدیث ۴۱ ۳ ص ۲۷۸/ الطبرانی، المعجم الکبیر، ج ۸ ص ۱۹۵، رقم الحدیث ۷۷۹۸ شرح السنۃ، ج ۱ ص ۷۵، رقم الحدیث ۳۸/ کنز العمال، رقم الحدیث ۵۴۹۷، ۵۴۹۸، ۵۴۹۹، ۵۵۰۰ /ابن عدی، الکامل فی الضعفاء، ج ۳ ص ۱۱۹۲/ مصنف ابن ابی شیبۃ، ج ۱۵ ص ۵۸۱، رقم الحدیث ۳۰۹۵۶ اور ص ۶۱۳ رقم الحدیث ۳۱۰۴۰/ ابن ابی یعلی، ج ۳ رقم الحدیث ۲۸۵۶، ۳۴۳۲ / معجم الصغیر، ص ۱۶۲/ فیض القدیر ص ۳۸۱ رقم الحدیث ۹۷۰۵

(۷) بلیادی، عبدالحفیظ، ابوالفضل، مصباح اللغات، بذیل مادہ ’’خون‘‘ ص ۲۲۴/ سعد حسن خان یوسفی، مولانا/ عبدالصمد صارم، ازہری، المنجد، بذیل مادہ ’’خون‘‘ / محبوب عالم، منشی، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، بذیل مادہ ’’خون‘‘

(۸) ہندوستان کے ’’کوتلیہ چانکیہ‘‘ کی خودنوشت ’’ارتھ شاستر‘‘ نامی کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ وہ ریاستی دستاویز ہے جسے کوتلیہ انکیہ نے اپنے دور کے حکمران ’’چندر گپت موریا‘‘ کے لئے بطور وعظ اصول حکمرانی تیار کیا۔ ارتھ شاستر کے معنی ومفہوم میں مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ مثلاً: ایک قول کے مطابق ’’ارتھ‘‘ کے معنی ہے دولت/حکومت اور جائیداد جبکہ ’’شاستر‘‘ کے معنی ہے کسی دیوتا، رُشی یا مُنی کی لکھی ہوئی کتاب فلسفیانہ کتاب، لیکن ایک دوسرے قول کے مطابق شاستر کے معنی مذہبی احکامات کی روشنی میں مختلف موضوعات پر لکھی ہوئی تحریریں۔ گویا کہ ارتھ شاستر کے معنی ’’وہ علم جس میں روپیہ یا دولت کمانے کے احوال درج ہوں‘‘ یا اس کا مطلب ہے ’’دولت کی کتاب‘‘ کیونکہ تمام مذاہب میں علم کو ’’دولت‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ راجیسور راؤ اصغر، ہندی اُردو لغت، بذیل مادہ ’’ارتھ‘‘ اور بذیل مادہ ’’شاستر‘‘ /

http://www.sankalpindia.net/drupal/arthashastra-oldest-book-total-management-war-strat

(۹) راجیسور راؤ اصغر، ہندی اردو لغت، بذیل مادہ ’’بیوپاری‘‘

(۱۰) ایضاً: بذیل مادہ ’’راج‘‘

(۱۱) ارتھ شاستر، باب نمبر ۳، جزو ۱۲ ص ۳۶۸ تا ۳۷۲

(۱۲) القرآن ۱۲:۵۲

(۱۳) القرآن ۴۰:۱۹

(۱۴) ارتھ شاستر، باب نمبر ۳، جزو ۱۲ ص ۳۷۲

(۱۵) ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث، رقم الحدیث ۴۸۶۸

(۱۶) ایضاً: باب فی نقل الحدیث، رقم الحدیث ۴۸۶۹

(۱۷) معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب ابن امیۃ بن عبدشمسؓ کنیت ابوعبدالرحمن اور لقب اموی، الخلیفہ اور القرشی تھا۔ اور رجب ۶۰ ہجری کو وفات

پا گئے۔ابن عبدالبر،الاستیعاب فی امعرفتہ الاصحاب،ص ۶۷۶،رقم ،۱۴۴۸/موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ ،ج ۴ ص ۵،رقم: ۹۰۷۲

(۱۸) عمرو بن عبسہ بن عامر بن خالد بن ناضرۃ بن عتاب بن امری ءالقیس بن شھبۃ بن سلیم ،کنیت ابونجیح اور دوسری روایت میں ابوشعیب ہے جبکہ لقب السلمی اور اور القیسی ہے،اسلام کے ابتدائی دنوں میں اسلام لائے۔ابن عبدالبر،الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب،ص ۵۷۴رقم ۱۹۶۱/موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ،ج ۳ص ۱۵۵رقم ۶۸۰۲

(۱۹) القرآن ۸:۵۸

(۲۰) القرآن ۴:۸۵

(۲۱) ابن منظور،لسان العرب،ج ۱۴ص ۳۲۲،بذیل مادہ ’’رش ا‘‘

(۲۲) محمد سعد اللہ،رشوت ایک لعنت،ص ۲

(۲۳) بطرس الشبانی،محیط المحیط،ص ۳۸۷

(۲۴) القرآن ۵:۴۲

(۲۵) علامہ آلوسی،روح المعانی،ج ۶ص ۱۴۰

(۲۶) الترمذی،جامع الترمذی،ص ۳۲۳،رقم الحدیث ۱۳۳۶

(۲۷) القرآن ۸:۲۷

(۲۸) فی اصول النظام الجنائی الاسلامی،ص ۲۷۲

(۲۹) ابن حجر العسقلانی،فتح الباری شرح صحیح البخاری،کتاب المغازی،باب غزوۃ الفتح و مابعث بی حاطب ابن ابی بلتعۃ الیٰ اہل مکۃ یخبرھم بغزو النبی ﷺ،باب ۴۶،رقم الحدیث ۴۲۷۴

(۳۰) ابوداؤد،سنن ابوداؤد،ابواب الحدود،باب القطع فی الخلسۃ والخیانۃ،رقم الحدیث ۴۳۹۲

(۳۱) الترمذی،جامع الترمذی،ابواب الایمان عن رسول اللہ ﷺ،باب ماجاء فی علامۃ المنافق،ص ۵۹۷،رقم الحدیث ۲۶۳۱

(۳۲) احمد مصطفیٰ المراغی،تفسیر المراغی،ج ۷ص ۱۹۲

(۳۳) نسائی،بحوالہ القرطبی،ج ۶ص ۳۹۵

(۳۴) نسائی،رقم الحدیث ۳۲۲۴

کلامِ باہوؒ کی عمومی مقبولیت اور اس کے رُوحانی اثرات

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

The general acceptance and Spiritual Inspiration of Sultan e Bahu's poetry

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی[1]

Abstract:

The land of Punjab is considered very productive with regard to genius. It has produced many famous personalities. They have proved their worth almost in all walks of life. There are also great names in the field of intuitions and spirituality. The bearers of this knowledge were an embodiment of selflessness, loyalty, contentment and truth. Besides, it seems that they survived in every age. The words and sentences produced by them seem to be written even for this present age. In other words their writings seem to be universal. Their teachings have guided people in every age. Their work enlivens the life of a reader. Their work inspires both mind and soul simultaneously and embalishes human character and personality. It also rectifies human action. Besides, it gives sublimity and magnanimity to human personality.

There are, in fact, the sentiments that a reader feels especially going through the verses of Hazrat Sultan Bahoo. A reader meditates over his verses and he constantly enjoys their depth. Then, abruptly he says

The verse of the kings is the king of the verses.

The above verse is clearly a reflection of the poetry by Hazrat Sultan Bahoo. In this article his selected verse which is popular across the board is presented.

علمِ ظاہر جہاں ایک حقیقتِ مسلّمہ ہے وہاں علمِ باطن بھی ایک حقیقتِ ثابتہ ہے، اولیاء اللہ ان دونوں علوم سے خود کو وابَستہ اور مزیّن کرتے ہیں، عامۃ الناس میں ان کا تعارف علمِ باطن کا عارفوں کا ہے۔ یہ اپنی ہر بات اور اپنا ہر فعل اللہ ربّ العزت کے اسمِ جلالت سے شروع کرتے ہیں اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور درود و سلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کی طرف یکسو رہتے ہیں، اس لیے حضرت سلطان باہو ؒ فرماتے ہیں:

بسم اللہ اسم اللہ دا   ایہہ بھی گہناں بھارا ھُو(۱)

---

[1] اسسٹنٹ پروفیسر جی سی یونیورسٹی لاہور